ضمیمہ اشاعۃ السنۃ النبویہ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر اوّل و دوم — جلد چہارم

متضمن مسائل مذہب محدثین اہل السنۃ

بابت سنہ ۱۳۰۱ھ مطابق سنہ ۱۸۸۴ء

شرح قیمت و غیرہ امور متعلقہ ضمیمہ

ضمیمہ کی عام قیمت تین روپیہ سالانہ ہی خاص قیمت (جو اسلامی رئیسون سے لیجاتی ہے) چھ روپیہ [illegible] آمدنی نہیں رکھتے ۱عہ۔
ادنی قیمت جو کم وسعت لوگون کی (جنکی دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نہین) قیمت ہے بارہ آنہ۔
اخیری قیمت دعا خیر ہے جسکے اہل بے وسعت لوگ ہین جو دس روپیہ ماہوار بھی آمدنی نہین رکھتے ولیکن علمی بضاعت رکھتے اور اس ضمیمہ کی اشاعت و ترقی مین کوشش کرتے ہین۔

(۲) ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ نہین ملتا جیسا کہ رسالہ بلا ضمیمہ ملسکتا ہے۔

(۳) خط و کتابت و ارسال زر مہتمم کے پورے نام و خطاب سے حسب نشان ہونا چاہیے اور ذریعہ ارسال زر صرف منی آرڈر یا ہنڈوی ہو ورنہ مہتمم ذمہ وار نہوگا۔

(۴) رسید زر وہی معتبر سمجھ[illegible] جسپر مہتمم کے دستخط انگریزی و فارسی و مہر حسب ذیل ثبت ہون۔ [illegible] محمد [illegible] مہتمم اشاعۃ السنۃ لاہور

Abu Saeed Mohamm[illegible]

[illegible] پریس لاہور مین چھپا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیفیت سہ سالہ ضمیمہ اشاعۃ السنۃ

اس ضمیمہ کی تین جلدین پوری ہو کر اب جلد چہارم شروع ہوتی ہی ضمیمہ کے شائع ہونے مین رسالہ سے بھی زائد توقف ہوتا ہی جسکا موجب علاوہ ان امور کی جو سبب توقف رسالہ ہوتے ہین اُس سالہ کی بعض مضامین بھی ہین جو نہ صرف تحریر اشاعت کیلئے وقت کو طالب ہوتے ہین بلکہ اپنی خارجی ضروریات کیلئے راقم (خاکسار ایڈیٹر) کی اوقات پر محیط ہو جاتی ہین۔ و معہذا ہم بڑی ندامت و انکسار کے ساتھ معذرت کرتے ہین او آئندہ امید رکھتے ہین کہ جلد ہفتم رسالہ کے ساتھ جلد چہارم و پنجم ضمیمہ کو پورا کر دینگے انشاء اللہ تعالے (۲) اس عرصہ چار سال تک مسایل فرعیہ مذہب مجتہدین ضمیمہ مین شروع نہین ہوئی صرف تمہید و مقدمہ مین تین جلدین ختم ہوئی ہین اور چوتھی شروع ہے یہ امر بھی عوام اہلحدیث شائقین عمل بالحدیث کی دل پر بہت شاق گزرا ہی ولیکن وہ لوگ اپنے خاص زمرہ علما کی طرف رجوع فرماکر ان مسایل کی (جو اس وقت تک ضمیمہ مین بیان ہوئی ہین) نتایج و فواید دریافت کرین تو ان کو معلوم ہو کہ جو مسایل جلد اول و دوم و نصف اول جلد سوم ضمیمہ مین بیان ہوئی ہین اُنسے عمل بالحدیث کی لیئے راستہ صاف ہوا ہے اور ان شبہات کا ازالہ ہو گیا ہی جو عمل بالحدیث کی لیئے سخت سنگ راہ تھے۔

(۳) [illegible] جب تک شائقین عمل بالحدیث ان اصول مسایل سے اپنی طاقت علمی او دوسری مدد و تعلیم سے واقف ہو نگے وہ ہر مسئلہ مین مسایل فرعیہ مین حدیث پر عمل و استدلال کر نہ سکین گے۔ ان شائقین خصوصاً اہل علم گروہ اہلحدیث کو ضمیمہ اشاعۃ السنۃ کا از بس شکر گذار ہونا چاہیے کہ اسنے بڑی بڑی ادق اور ضروری مسایل اصول کو انکے لئے آسان کر دیا ہی اور ہر باب مین انکے لئے عمل بالحدیث کا سامان مہیا کر دیا ہی۔ اس احسان کے بدلے وہ اس کا قصور توقف بھی معاف کر دین تو کچھ بڑی بات نہین ہے۔

(۳) یہ مسایل اصول اگرچہ اردو زبان مین بیان کئے گئے مگر انکی سمجھنے کو اردو فارسی مین معمولی لیاقت کافی نہین ہے اردو و فارسی خوان شائقین عمل بالحدیث کو عموماً اور ان لوگون کو جو صرف اردو تراجم کتب حدیث دیکھکر استنباط و اجتہاد کی مدعی ہو بیٹھے ہین اور تالیف و افتا کی درپے خصوصاً لازم ہی کہ ان [illegible] بھی پڑھکر استنباط و اجتہاد و افتا و ارشاد کے درپے ہون ورنہ وہ خود خطا مین بہت مبتلا ہونگے اور لوگون [illegible] مین ڈالتے رہینگے۔

ظاہری معنے قرآن و حدیث پر عوام بھی عمل کر سکتے ہین اگر وہ معانی و ترجمہ قرآن [illegible] اجتہاد و دقیق استنباط کیلئے صرف ترجمہ ظاہری کافی نہین ہے اس اجتہاد و استنباط کی لئے مسایل اصول [illegible] شخص کو جو مفتی و مصنف

اصل ہفتم

منجملہ اصول قسم اول

تمہید

اصل ہفتم وہشتم ونہم ودہم غیر حقیقت ومجاز کے متعلق ہین لہذا بیان ان اصول کے پہلے چند مسایل متعلق حقیقت ومجاز کے تمہید ضروری ہے -

(۱) لفظ کی غیر اصلی معنے جنکی نظر سے وہ مجاز کہلاتا ہے (چنانچہ اصطلاحات مین بیان ہوچکا ہے) محض اجنبی نہین ہوتی بلکہ ایسے غیر اصلی ہوتے ہین جنکو اصلی معنی سے کوئی علاقہ ہوتا ہے - وہ **علاقہ تشبیہ** ہو (یعنے معنے اصلی وغیر اصلی مین کسی صفت مین مشابہت پائی جاتی ہو) تو وہ مجاز جسمین وہ علاقہ پایا جاتا ہے مجاز **مستعار** کہلاتی ہے جیسے لفظ شیر کے معنے بہادر انسان - یہہ معنے گو لفظ شیر کے اصلی معنے نہین مگر اس سے محض اجنبی نہین بلکہ اس معنی کو لفظ شیر کے اصلی معنی (درندہ حیوان مشہور) سے صفت بہادری مین مشابہت حاصل ہے - اسی بہادری کی نظر سے بہادر انسان کو شیر کہا جاتا ہے -

اور اگر وہ **علاقہ کوئی اور** ہو (جیسے قرب یا محل ہونا یا حالت سابق یا حالت آئندہ وغیرہ) تو اس مجاز کو جسمین وہ علاقہ پایا جاتا ہے **مجاز مرسل** کہتے ہین جیسے آیۃ منقولہ حاشیہ مین خمر کے معنے (شیرہ انگور وغیرہ) یہہ معنے گو خمر کے اصلی معنے نہین مگر ان کو اصلی معنے خمر سے یہ تعلق ہے کہ خمر اُسی شیرہ کی ایک حالت آئندہ کا (جب وہ جوش کھاتا اور کف لاتا ہے) نام ہے - دوسری مثال خدا تعالی کا ندیون کو جاری کہنا - جو درحقیقت اس پانی کی صفت ہے جو ندیون مین چلتا ہی مگر چونکہ ندیان پانی کا محل ہین اسلئے اس پانی کی صفت کو محل کیطرف [illegible] کیا گیا ہے -

انی ارانی اعصر خمرًا (سورہ یوسف ع ۵)

انزل من السماء ماءً فسالت اودیۃ بقدرھا - (رعد ع ۲)

اس علاقہ مجاز کو بعض علما نے تمیس تک پہونچایا ہے بعض نے چوبیس تک بعض نے نو تک بعض نے پانچ تک بعض نے چار تک اسکی تفصیل کتب اصول (محصول ارشاد الفحول ـ تلویح ـ مسلم وغیرہ) مین موجود ہے ـ

(۲) قرینہ (ایسی علامت جس سے معلوم ہو کہ لفظ کے حقیقی معنے مراد نہین مجازی مراد ہین) کا وجود مجاز کے لئے شرط ہے ـ وہ قرینہ لفظی ہو خواہ معنوی ـ اسپر شرع کی شہادت پائی جائے ـ خواہ عقل یا عرف یا حس یا مشاہدہ کی ـ

لفظی قرینہ کی مثال ـ شیر تیر چلا رہا ہے ـ تیر چلانے کا لفظ ایک ایسی علامت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کلام مین شیر سے اسکے حقیقی معنے (حیوان مشہور) مراد نہین بلکہ مجازی معنے (ایک انسان بہادر) مراد ہے ـ

معنوی قرینہ کی (جسپر عقل کی شہادت ہو) مثال خدا تعالی کا شیطان کو [illegible] اس قول مین حقیقی معنے امر کے (طلب فعل اور اسکا واجب کرنا) مراد نہین صرف شیطان کو قدرت دینے کا بیان مراد ہے اسپر قرینہ عقل ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالی گمراہی کی اجازت دینے (چہ جائے حکم دینے) سے مقدس ہے ـ

معنوی قرینہ کی (جسپر عرف وحس شاہد ہے) مثال کسی کا قسم کہانا ہے کہ فلانے کوئین سے مین پانی نہ پیونگا جس سے اسکے حقیقی معنے کنوئین کو موہنہ لگا کر پانی پینا) مراد نہین بلکہ مجازی معنے کنوئین سے نکالا ہوا پانی پینا مراد ہے جسپر یہ عرف اور مشاہدہ گواہ ہے کہ کوئی شخص کنوئے کو موہنہ لگا کر پانی نہین پیتا ـ ولہذا اگر وہ اس کنوئے کا پانی ڈول یا اسے پی لے گا تو وہ قسم شکن ہوگا ـ

(۳) باقی قراین کی مثالین ہین جن کی تفصیل کتب اصول توضیح تلویح مین

(۱) **حقیقت کی علامات** یہہ ہین کہ (۱) اِسکے معنے بلا قرینہ لفظ کو سُنتے ہی سمجھہ مین آوین۔ مجاز کی علامت اسکے معنے کا بلا قرینہ سمجھہ مین نہ آنا ہے۔

(۲) **مجاز** مین لفظ کا استعمال ایسے موقع پر پایا جاتا ہے جسپر بحکم عقل اسکا استعمال محال ہوتا ہی حقیقت کا استعمال حکم عقل کے موافق ہوتا ہے۔

(۳) **مجاز** کی نفی بہی صحیح ہوتی ہے جیسا اِسکا اثبات حقیقت مین نفی صحیح نہین ہوتی۔ کتاب **مسلّم** مین ہے مجاز کے کئی علامات ہین از انجملہ اِس امر کے نفی کا صحیح ہونا جسکا مجاز مین اثبات کیا گیا ہو۔ جیسے احمق کے حق مین (جسکو مجازاً گدہا کہا جاسکتا ہے) یہ کہنا صحیح ہے کہ وہ گدہا نہین (یعنے حقیقت مین) اور اِس کا خلاف (نفی کا صحیح نہونا) حقیقت [illegible] جیسے احمق کے حقمین (جسکو حقیقۃً انسان کہا جاسکتا ہے) یا یہہ لفظ کہنا کہ وہ انسان نہین ہے صحیح نہین ہے۔

اور از انجملہ یہہ کہ معنے مجازی قریب الفہم نہین ہوتے اگر کوئی قرینہ نہو۔ اور حقیقت اِسکے مخالف ہی (حقیقی معنے بلا قرینہ سمجھہ مین آتے ہین) اسپر معنے مشترک کا اعتراض وارد ہوتا ہے کہ قرینہ نہو تو وہ بھی سمجھہ مین نہین آتے۔ یہ اعتراض اس شخص کے مذہب پر وارد ہوتا ہے جو مشترک کبھی معنے مراد لینا جائز نہین سمجھتا۔ اِسکا جواب یہہ ہے کہ مشترک کے کوئی نہ کوئی معنے تبادل کے ساتھ تو خود بخود سمجھہ مین آتے ہین اور تبادل سے اسکے معانی کا سمجھہ مین آنا حقیقت ہونے کے لئے کافی ہے۔

> مسئلہ للمجاز امارات منها صدق النفي كقولك للبليد ليس بحمار۔ وعكسه دليل الحقيقة فلا يصح للبليد ليس بانسان × × × ومنها ان لا يتبادر نفسه بل غيره [illegible] الحقيقة فانه لا يتبادر غيره بل يتبادر نفسه وورد المشترك حيث لم يتبادر المراد وهو انما يرد على مذهب من نفي العموم۔ والجواب انه يكفي التبادر ولو بدلا۔
> (مسلم الثبوت)

محصول مین ہے کہ جب کسی کلمہ کو ایسے معنے سے متعلق کرین جس سے اسکا تعلق محال نظر آتا ہو تو اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ لفظ اِس معنے کے لئے وضع نہین ہوا ہین وہ لبطور مجاز مستعمل ہوا ہے چنانچہ قرآن مین اخوان یوسف علیہ السلام سے منقول ہے کہ "اس بستی سے پوچھ لے جسمین ہم تھے بستی ہی (جو در و دیوار سے مراد ہے) پوچھنا عقلاً ناممکن ہے اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ بستی والے لوگون سے پوچھنا مراد ہی۔

اِن مسائل ثلثہ پر دلائل محاورات عرب ہین

وثالثها اذا علقت الكلمة بما يستحيل تعلقها به علم انها فى اصل اللغة غير موضوعة له۔ فعلم انها مجاز كقوله تعالى وسئل القرية (محصول رازی)

جنکے موافق قرآن وحدیث وارد ہی اور وہ محاورات خود قرآن وحدیث مین موجود ہین چنانچہ بعض امثلہ قرآن منقولہ بالا مین وہ محاورات پائے جاتے ہین۔

تمہید ختم ہوئی اب اصول ہفتم وغیرہ بیان ہوتے ہین

اصل ہفتم

کتاب وسنت مین مجاز کا استعمال بھی ویسا ہی پایا جاتا ہے جیسا کہ حقیقت کا۔ اور تجویز یا وقوع مجاز منصب تقدس شارع کے مخالف نہین۔

اِس اصول پر کتاب وسنت کے نصوص بکثرت شاہد ہین اور یہی جمہور علماء اسلام کا مذہب ہے گو اِسکے جواز یا وقوع مین بعض علماء کا خلاف منقول ہے۔

محصول رازی مین ہے۔ ساتوان مسئلہ قرآن وحدیث مین مجاز پائے جانے کا جواز۔ اکثر علماء (بجز ابوبکر بن ابی داؤد اور اصفہانی) اِس کے مجوز ہین اور اسپر دلائل وہ اقوال خداوندی ہین جن مین ایک دیوار کی نسبت فرمایا ہے کہ وہ گرنا

المسئلة السابقة فى جواز دخول المجاز فى خطاب الله تعالى وخطاب رسوله عم الاكثرون جوزه خلافا لابى بكر بن ابى داؤد والاصفهانى۔ لنا قوله تعالى

فوجدا فيها جدارا يريد ان ينقض
واسئل القرية × × وقد ثبت
بالدليل انه لا يجوز ان يكون المراد منها
ظواهرها فوجب صرفها الى غير ظواهرها
وهو المجاز - (محصول)

چاہتی - اور یوسف علیہ السلام کے بھائیون کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اے باپ تو اس بستی والون سے پوچھ لے جسمین ہم تھے" اور یہہ ثابت و مسلّم ہے کہ ان اقوال کے ظاہری معنے (دیوار کا کچھ چاہنا اور بستی کے پوچھنا) ممکن و مراد نہین لہذا ان اقوال سے مجازی معنے مراد لینا واجب ہوا -

اور **مسلم الثبوت** مین ہے مجاز قرآن و حدیث مین آچکی ہے - اس مین ظاہریہ کو اختلاف ہے ہمارے دلائل وہ اقوال خداوندی ہین جن مین حضرت زکریا کے سر کو

مسئلة المجاز واقع في القرآن والحديث
خلافا للظاهرية لنا "واشتعل الراس
شيبا" - "واخفض لهما جناح الذل"
وغيرها × × قالوا المجاز
كذب لانه يصدق نفيه فلا يصدق
فالجواب ان النفي للحقيقة -
(مسلم الثبوت)

شعلہ زن فرمایا ہے - اور انسان کو ماں باپ کے سامنے ذلت کے پر جھکانے کا حکم دیا ہے -

ظاہریہ کہتے ہین مجاز کذب ہے - کیونکہ جس امر کو بطور مجاز ثابت کیا جاتا ہے اسکی نفی کرنا (مثلاً زید کی نسبت یہ کہنا کہ وہ شیر نہین ہے) سچ ہے - لہذا اسکا اثبات کذب ہوگا جو قرآن و حدیث مین پایا جانا نہ چاہیئے -

اسکا جواب یہ ہے کہ جس امر کو مجاز مین ثابت کیا جاتا ہے اسکو حقیقةً ثابت کہنا (مثلاً زید کو حقیقةً ایک دُمدار درندہ کہنا) کذب ہے نہ مجازاً شیر کہنا - اور بہادری مین شیر کی مشابہہ قرار دینا -

راقم کہتا ہے معلوم نہین وہ کون سے ظاہری ہین جو تشبیہہ و استعارہ کو جھوٹ سمجھتے ہین اور بناءً علیہ قرآن و حدیث مین مجاز پائے جانے سے انکاری ہین -

خدا جانتے وہ ان نصوص کتاب وسنت کے کیا معنے سمجھتے ہین جن مین خدا تعالی نے تازہ بنید کو (مثلاً) خمر کہا ہے جو وم نقد وحقیقۃً خمر نہین ہوتا۔ اور آنحضرت صلعم نے ایک گھوڑے کو دریا فرمایا ہے جو درحقیقت دریا نہ تھا صرف تیز رفتاری مین دریا کی مثل تھا۔

وان وجدنا ہ لبحراً۔
(صحیح بخاری ۴۰۰ وغیرہ)

اصل ہشتم

حقیقت ومجازِ قرآن وحدیث اکثر محاورہ ولغت عرب کے موافق ہے **بعض** الفاظ کو بعض معانی کے لئے شارع نے خود بھی مخصوص ومقرر کیا ہے جن کی نظر سے وہ الفاظ شرعی حقایق کہلاتے ہین۔ اور ان معانی کے سوا دوسرے معنون مین (گو وہ لغت مین ان الفاظ کے حقیقی معانی ہون) استعمال کے وقت وہ مجاز شرعی کہلاتی ہین اسکی مثال لفظ صلوۃ ہے جسکو شارع نے ارکان خاص (قیام رکوع سجود وغیرہ) کے لئے مقرر کیا ہے۔ ان ہی ارکان مین وہ لفظ محاورہ شرع مین مستعمل ہوگا تو حقیقت کہلائے گا اور جب وہ کلام شارع مین بمعنے دعا مستعمل ہوگا تب (باوجودیکہ لغۃً یہہ اِسکے حقیقی معنے ہین) مجاز شرعی کہلائے گا۔

اس اصل مین علماء کا اختلاف ہے (جو محصول رازی وغیرہ مین منقول ہے)۔ اور حق جو دلائل سے ثابت ہے یہی ہے کہ ایسے الفاظ شرعی حقایق ہین نہ لغوی حقایق اور نہ لغوی مجاز۔

مسلم الثبوت مین ہے۔ حقیقت شرعی (جسکو شارع نے لغوی معنی سے اپنے اصطلاحی معنے کی طرف نقل کر لیا ہو چنانچہ ظاہراً معلوم ہوتا ہے یا از خود بنایا ہو (یعنے اہل لغت کو اس لفظ اور اس کے معنے کا کچھہ علم نہو)

مسئلہ۔ الحقیقۃ الشرعیۃ بان نقلہا الشارع وھو الظاھر او وضع ابتداءً واقعۃ عند الجمہور۔ وقال الباقلانی

والدبوسی والبزدوی والبیضاوی ومجاز
اشتہر - × × لنا الاستعمال بلا
قرینة - وفہم الصحابیة کذلک وعدم
صحة النفی فی اصطلاح التخاطب -
والاستمرار علی الثانی مع ترک الاول
الا بدلیل - (مسلم الثبوت)

جمہور علماء کے نزدیک قرآن وحدیث مین
پائی جاتی ہے باقلانی علماء وغیرہ قائل ہین
کہ وہ حقیقت جسکو شرعی سمجہا جاتا ہے لغوی
مجاز ہے جو اپنے مجازی معنے مین (جسمین
شرع اسکو استعمال کرتی ہے) مشہور
ہوگئی ہے -

ہمارے **دلائل** اسکے حقیقت ہونے پر یہہ ہین - (۱) انکا بلا قرینہ شرعی معنے مین
(جو لغةً اسکے حقیقی معنے نہین) استعمل ہونا - (۲) صحابہ کا ان الفاظ کے وہی معانی
سمجہنا - (۳) شرع کے محاورہ مین ان الفاظ کے شرعی معانی سے اُن کے نفی کرنے
(مثلاً رکوع وسجود وغیرہ ارکان کے حق مین یہہ کہنا کہ وہ نماز نہین ہے) کا صحیح نہونا
(۴) ان الفاظ سے [illegible] شرعی معانی کا [illegible] لغوی معانی کا بجز ایسے محل کے جہان
لغوی معانی پر کسی قرینہ یا دلیل کی شہادت پائی جائے متروک ہونا -

امام رازی نے محصول مین حقیقت شرعیہ کے مجاز لغوی ہونے پر یہہ **دلیل**
پیش کی ہے کہ اگر ان الفاظ شرعیہ (صلوٰة وزکوٰة) سے ان کے معانی شرعیہ لغةً سمجہہ
مین نہ آتے ہون تو قرآن سب کا سب عربی نہ ٹہرے گا - حالانکہ قرآن کے حق مین خدا تعالی
فرماتا ہے کہ وہ عربی ہے اور رسولون کی نسبت فرماتا ہے کہ ہم نے جتنے رسول بہیجے ہین
قوم ہی کی زبان سے بہیجے ہین -

لنا ان افادة ہذہ الالفاظ لہذہ المعانی
لو لم تکن لغویة لما کان القرآن کلہ عربیاً -
× × اما فساد اللازم فلقولہ تعالی قرآنا
عربیا ولقولہ ما ارسلنا من رسول
الا بلسان قومہ - (المحصول)

اسکے **جواب** مین مسلم الثبوت مین کہا
ہے کہ ان کا یہ کہنا کہ اگر حقیقت شرعیہ کو
تسلیم کرین تو قرآن سب کا سب عربی نہ رہیگا
اسکا جواب پہلے گذر چکا ہے اور اس سے

پہلے قرآن مین وجود معرّب کے مسئلہ مین کہا ہے - یہہ مسئلہ بہت ظاہر ہے کہ قران مین

واما قولہم لکان القران غیر عربی
فقد مر الجواب عنه - وقال قبل ذلك
مسئلہ - الاظهر ان فی القران معربا
کما روی عن ابن عباس و عکرمة -
ونفاه الاکثر - لنا المشکوة هندیة
وسجیل فارسیة وقسطاس رومیة
× × قالوا اولا لزم ان
لایکون عربیا لانتفاء الجزء وقد
قال انا انزلناه قرانا عربیا - الجواب
انا لا نسلم انه لم یکن معربا علی ان الضمیر
فی انا انزلناه للسورة - والقران
کالماء مع انه للاکثر حکم الکل -
(مسلم الثبوت)

معرّب (غیر عربی لفظ جسکو عربی بنایا گیا ہے)
الفاظ پائے جاتے ہین چنانچہ حضرت ابن عباس و
عکرمہ سے مروی ہے جیسے لفظ مشکوٰۃ -
سجیل - قسطاس -
جو اسکے وجود کے قائل نہین ہین وہ کہتے ہین
کہ اسکی تسلیم سے قران سب کا سب عربی نہین
رہتا - حالانکہ خدا تعالی نے اسکو عربی کہا ہے
اسکا جواب یہ ہے کہ غیر عربی تب ہوتا جب
اس لفظ کو عربی نہ بنالیا جاتا - اور نیز قران
(لفظ ماء یا پانی) کی طرح مطلق ہے جو تھوڑے
بہت حصہ قران پر بولا جاتا ہے - علاوہ یہ کہ
اکثر کل کے حکم مین ہوتا ہے جب اکثر
الفاظ قران عربی ہین تو گویا کل قران
عربی ہے +

محصول رازی مین اثبات کا کہ قران مین غیر عربی الفاظ مشکوٰۃ و سجیل وغیرہ پائے
جاتے ہین" یہ جواب دیا ہے کہ مشکوٰۃ وغیرہ الفاظ عرب و عجم دونو زبانون کے الفاظ
ہوسکتے ہین ولیکن مسلم کے باقی جوابون کا جواب اسمین پایا نہین جاتا لہذا مسلم کا
جواب لاجواب یہی ہے - اور مثبت مدعا -

بالجملہ شرع کے محاورہ مین ایسے الفاظ بھی استعمال کئے گئے ہین جن سے شرع نے وہ معنی
مراد نہین لئے جو لغت عرب مین ان الفاظ کے حقیقی معنے ہین ان الفاظ کو بعض علماء

شرعی حقائق کہتے ہین - بعض لغوی مجاز - ان الفاظ کا حکم (جسکو ہم اصل نہم مین بیان کرنا چاہتے ہین) ایک ہی ہے جسمین کسی فریق کو نزاع نہین ہے -

اصل نہم

شرعی حقیقت لغوی حقیقت اور مجاز سے مقدم ہے

تشریح

شرعی الفاظ کے وہ معنے جو شارع نے مقرر کئے ہین (ان معنے مین ان الفاظ کو کوئی حقیقت شرعی کہے خواہ مجاز لغوی) ان الفاظ کے لغوی معنے سے (حقیقی ہون خواہ مجازی) مقدم ہین - لہذا ان الفاظ سے وہی معنے شرعی مراد لئے جائین گے اور جبتک کوئی قرینہ ان کے مراد ہونے سے مانع نہو ان الفاظ کے لغوی معنے (حقیقی ہون خواہ مجازی) ہرگز مراد نہ سمجھے جائین گے -

تمثیل

لفظ صلوٰۃ سے (جو شرع مین ارکان مخصوصہ قیام رکوع سجود وغیرہ کیلئے مخصوص ہے) شارع کے کلام مین یہی ارکان نماز مراد لئے جائین گے نہ دعا یا تحریک الصلوین (سرین ہلانا) جو اسکے لغوی معنے ہین اور جہان کلام شارع مین کوئی قرینہ اس معنے (نماز) کے مراد ہونے سے مانع ہوگا وہان اس لفظ سے وہ معنے مراد لئے جائین گے جو قرینہ سے مفہوم ہون گے - دعا و رحمت وغیرہ -

امام رازی **محصول** مین فرماتے ہین - تجھے یہ معلوم ہو چکا ہے کہ لفظ سے حقیقی معنے مراد سمجھنا واجب ہے - یہہ بھی تونے جان لیا کہ حقیقت دو قسم ہے اصلی جسکو حقیقت لغوی کہتے ہین - اور

وقد عرفت انه یجب حمل اللفظ علی الحقیقة وعرفت ان الحقیقة ضربان

اصلیتہ وھی اللغویۃ وطاریۃ وھی العرفیۃ او الشرعیۃ فان کان الخطاب فی اللغۃ فی شئ وفی العرف فی شئ اخر ولم یخرج بالعرف عن ان یکون حقیقۃ فی المعنی اللغوی فانہ یکون مشترکا بینہما - وان صار مجازا فی المعنی اللغوی وجب حملہ علی العرفی لانہ المتبادر الی الفہم ویجب مثل ھذا فی الاسم المنقول الی معنی شرعی فالحاصل ان الخطاب یجب حملہ علی المعنی الشرعی ثم العرفی ثم اللغوی الحقیقی ثم المجاز -

(محصول)

عارضی جو حقیقت عرفی یا شرعی کہلاتی ہے پھر اگر کسی کلام کے دو معنے لغوی اور عرفی ہو سکیں اور عرفی معنے ایسے نہوں جن کی مراد لینے سے وہ لفظ لغوی حقیقت نہ کہلاوے تو وہ لفظ لغت وعرف دونو میں مستعمل ہوگا اور حقیقت کہلائے گا اور اگر وہ عرفی معنے میں مستعمل ہونے کے وقت لغوی معنے میں مجاز کہلائے گا تو اس وقت اس سے عرفی معنے مراد سمجھنا واجب ہوگا کیونکہ عرف میں وہی معنے قریب الفہم ہیں ایسا ہی اس لفظ کے جس سے شرع اپنی خاص اصطلاحی معنے مراد لیتے ہیں شرعی معنے کا مراد سمجھنا واجب ہے - حاصل یہہ ہے کہ کلام سے پہلے اسکے شرعی معنے مراد لئے جائیں گے پھر عرفی پھر لغوی حقیقی پھر لغوی مجازی ✤

اصل دہم

مجاز عموم کے مانع نہیں - اگر مقتضی عموم موجود ہو اور کوئی دوسرا مانع نہ ہو -

تشریح

اگر لفظ مجاز عام ہے اور اسکے لفظ یا معنے میں عموم پایا جاتا ہے اور اس عموم سے کوئی مانع نہیں ہے تو اس لفظ کا عموم معتبر ہوگا -

تمثیل

جو شیر نشانہ پر تیر لگائیگا وہ انعام پائیگا۔ اسمین لفظ جو شیر (جس سے مجازاً بہادر انسان مراد ہے عام ہے) ہر ایک انسان نشانہ باز کو ایک ہون خواہ کئی ہون شامل ہے۔ لہذا اس لفظ سے ہر ایک نشانہ باز جو نشانہ پر تیر لگاوے مراد ہوگا اور انعام کا مستحق سمجھا جائیگا۔

دوسری مثال جسمین عموم سے کوئی مانع ہو

"ندی چلتی ہے یا پتنالہ جاری ہے"۔ اسمین ندی اور پتنالہ سے (جس سے مجازاً پانی مراد ہے) ہر ایک ندی اور پتنالہ جسکو یہ لفظ شامل ہو سکین مراد نہین ہے بلکہ خاصکر وہی ندی اور پتنالہ مراد ہے جسکا اس کلام مین ذکر ہے۔

اسپر دلیل اسی مقتضے کا موجود ہونا اور مانع کا مفقود ہونا ہے۔

حنفیہ کے کتب اصول مین مذکور ہے کہ بعض شافعیہ عموم مجاز کے قائل نہین مگر صاحب تلویح نے کہا ہے کہ شافعیہ کے کتب اصول مین اس امر کا ذکر نہین ہے۔ مسلّم مین ہے مجاز مین عموم ہے جیسے کہ حقیقت مین ہے۔ اسپر دلیل مقتضے عموم کا پایا [illegible] اور مانع عموم کا مفقود ہونا۔ بعض شافعیون سے منقول ہے کہ مجاز مین عموم نہین ہے کیونکہ مجاز بحالت ضرورت مستعمل ہوتا ہے لہذا اس مین وسعت و عموم جو امر زائد ہے ناجائز ہے ہم (حنفیہ) اسکا صرف ضرورت سے مستعمل ہونا نہین مانتے۔ اسکو مان بھی لین تو اس سے عموم کا عدم جواز ثابت ہونا نہین نتے کیونکہ وہ عموم دلیل سے ثابت ہے۔

مسئلہ — [illegible] العموم کالحقیقۃ لوجود المقتضی وعدم المانع — وعن بعض الشافعیۃ لا لانہ ضروری — قلنا ممنوع — ولو سلم فالاستلزام ممنوع لانہ بدلیل (مسلّم)

تلویح مین ہے — مجاز مین عموم کا قائل نہ ہونا ہم شافعیون کی کتابون مین نہین پاتے اور جو اس مذہب پر دلیل پیش کی گئی ہے کہ مجاز بحالت ضرورت مستعمل

واعلم ان القول بعدم عموم المجاز مما لم نجده فی کتب الشافعیة × × ومع ذلک فالتعلیل بکونه ضروریا من جهة المتکلم علی ما هو مسطور فی کتب القوم مما لا یعقل اصلا۔ (تلویح ص۸۷)

ہوتا ہے یہہ تو کسی وجہ سے صحیح نہین ہوسکتی الخ۔

اصل یازدہم

کسی لفظ قرآن وحدیث کے حقیقی معنی کسی حکم کے متعلق ہوچکے اور مقصود ومراد شارع ٹہرائی گئی ہون تو اس لفظ کے مجازی معنے جو اپنے عموم سے حقیقی معنے کو شامل ہوسکین اس حکم مین مراد نہین ٹہرائے جاسکتے۔

تمثیل

جس حدیث مین لفظ صلوۃ سے ارکان مخصوصہ یا لفظ رکعت سے پوری رکعت (جس مین قیام رکوع وسجود شامل ہین) مراد ومتعلق حکم نبوی سمجھے گئے تو اس حدیث مین اس حکم کا متعلق ومقصود صرف دعا یا صرف رکوع مراد نہین لئے جاسکتے۔

اس اصل پر عمدہ دلیل لغت ومحاورہ عرب ہے کیونکہ عرب سے ایک لفظ کے ایک ہی استعمال مین اسکے دونو معنے حقیقی ومجازی مراد ٹہرانا ثابت نہین ہوا۔ علماء اصول اس اصل پر عقلی دلایل بھی پیش کرتے ہین۔ جو اعتراض سے خالی نہین۔

مسلم مین کہا ہے حقیقت ومجاز کو کسی حکم مین مقصود ٹہرا کر اکٹھا کرنا یعنے دونو کو اس حکم مین مراد ٹہرانا جائز نہین شافعیون نے اسکو جائز رکھا ہے مگر اس محل مین جہاں دونو کو جمع کرنا ممکن ہو جیسے صیغہ افعل سے امر کرنا اور ڈرانا دونو کو مراد ٹہرانا۔

مسئلہ لا یجوز الجمع بینهما مقصودین بالحکم واجازہ الشافعیة الا ان لا یمکن الجمع کافعل امرا وتهدیدا × × لنا ما مر فی المشترک ایضا

یلزم کونہ حقیقۃ ومجازا فی استعمال واحد وقد اتفق علی منعہ اولاشیٔ منہما۔ او احدہما وکلاہما باطل۔ (مسلّم)

ہماری دلیل عدم جواز جمع پر وہی ہے جو مشترک کے سبھی معنے مراد نہو سکنے پر پیش کی گئی ہے۔ اور یہہ بھی ایک دلیل ہے کہ اسمین ایک لفظ کا ایک ہی استعمال کیوقت حقیقت ومجاز ہونا لازم آتا ہے جو بالاتفاق ناجائز ہے یا کچھہ بھی نہونا (نہ حقیقت اور نہ مجاز) یا ایک کا نہونا۔ اور یہہ دونو امر بھی باطل ہین۔

تلویح مین کہا ہے کہ حق یہہ ہے کہ لفظ کو اس کے دونو معنے حقیقی ومجازی ایک

ثم الحق ان امتناع استعمال اللفظ فی المعنی الحقیقی والمجازی انما ہو من جہۃ اللغۃ اذ لم تثبت ذلک والقوم یستدلون علی امتناعہ عقلا بوجوہ خمسہ) × × × والکل ضعیف۔ تفصیلہ (تلویح [illegible])

استعمال مین مراد لینے کی ممانعت لغت سے ثابت ہے اور اصولی لوگ اس ممانعت پر (پانچ) عقلی دلائل پیش کرتے ہین جو سب کی سب ضعیف ہین پہر اُن کے ضعف کو بہ تفصیل [illegible] مین آیا ہے

اصل دوازدہم

جب کسی لفظ قران یا حدیث مین اشتراک ومجاز دونو کا احتمال ہو یعنے وہ کسی دو معنے مین مشترک بھی ہو سکے اور ان دو معنے مین حقیقت ومجاز بھی بن سکے تو اس کا مجاز ٹہرانا بہتر ومقدم ہے۔ اسپر دلیل محاورۂ عرب مین مجاز کا کثرت سے واقع ہونا ہے اور اکثر کا اقل سے راجح ہونا۔

محصول مین ہے۔ دوسرا مسئلہ۔ جب اشتراک ومجاز مین تعارض ہو تو مجاز کو

المسئلۃ الثانیۃ۔ اذا وقع التعارض بین الاشتراک والمجاز فالمجاز اولی

ترجیح ہے۔ اِسپر دو وجہ شاہد ہین اوّل یہہ کہ مجاز کو کثرت ہے۔ اور کثرت محل شک

ویدل علیہ وجہان الاول ان المجاز اکثر من الاشتراک والکثرۃ امارۃ الظن فی محل الشک الثانی ان اللفظ الذی لہ مجاز ان تجرد عن القرینۃ حمل علی الحقیقۃ وان لم یتجرد عنہا حمل علی المجاز فلا یعری عن تعیین المراد۔ (محصول)

میں غلبہ ظن کی علامت ہے۔

دوسری یہ کہ جس لفظ کے مجازی معنے بھی ہوں وہ قرینہ سے خالی ہوگا تو اس کے حقیقی معنے مراد لئے جائیں گے اور اگر قرینہ سے خالی نہوا تو مجازی معنے پر محمول ہوگا۔ بہرصورت تعیین مراد سے وہ خالی نرہا۔ اور مشترک دوسری صورت میں کچھ مراد نہیں بتاتا +

اصل سیزدہم

عام جبکا عموم مراد ہونے پر کوئی دلیل عقلی یا قرینہ لفظی قایم نہو ظنی ہوتا ہے نہ خاص کی مثل یقینی۔

تشریح

لفظ عام سے (جسکی تعریف بیان اصطلاحات میں گذر چکی ہے) اسکے سبھی افراد (جنکے لئے وہ لفظ بنایا گیا ہے) اس لفظ کو سُنکر سمجھہ میں آتی ہیں مگر جبتک کوئی اُور دلیل عقلی یا نقلی ایسی قائم نہو جس سے ان سب کا مراد ہونا ثابت ہو ان سب افراد کے مراد ہونے میں یہ شبہہ و احتمال باقی رہتا ہے کہ شاید اس سے بعض افراد مراد ہوں بعض مستثنیٰ۔

تمثیل

اگر کوئی کہے کہ جو اس گہر میں آیگا وہ ایک درہم انعام پائیگا۔ اس سے ظاہر آ یہی سمجھہ میں آتا ہے کہ جقدر لوگ آوینگے وہ سبھی ایک ایک درہم پاوینگے مگر جبتک وہ شخص اس فقرہ کے ساتھہ کوئی ایسا لفظ نہ لگاوے جس سے سبھی لوگوں کا مراد ہونا مفہوم ہو جیسے لفظ "کل" یا "تمام" یا یہ جملہ کہ "اس حکم سے کوئی مستثنے نہیں ہے" تب تک یہ شبہہ باقی رہتا ہے کہ شاید بعض اشخاص اس حکم سے مستثنیٰ ہوں۔

من دخل ہذہ الدار فلہ درہم

نمبر ۳ جلد ۴

تتمہ اصل سیزدہم

(منجملہ اصول قسم اول)

اس مسئلہ مین علما کا اختلاف ہے۔ جو کتاب توضیح سے نقل کیا جاتا ہے
تلویح مین بصفحہ (۴۰) کہا ہے عام کا حکم اکثر اشعری علما کے نزدیک توقف ہے
(یعنی نہ اسکے سبھی افراد کو مراد قرار دین نہ بعض افراد کو) جب تک کوئی دلیل قائم نہو جس سے کُل یا بعض افراد کا مراد ہونا ثابت ہو۔ ثلجی اور جبائی کے نزدیک اقل درجہ کا مراد ہونا یقینی ہے (اس سے زیادہ کا [illegible] مثلاً) لفظ عام جمع ہو تو اس سے کم سے کم تین افراد کا مراد ہونا یقینی ہے اور اگر اسم جنس ہو تو کم سے کم ایک فرد کا یقینی۔ باقی کا شکی۔ اکثر علما عام کے سبھی افراد (جنکو وہ لفظ شامل ہو) مراد ہونے کے قائل ہین پھر (حنفیہ) مشائخ عراق اور اکثر متاخرین حنفیہ ان سب افراد کے یقیناً مراد ہونے کے قائل ہین اور اکثر فقہا و متکلمین جنمین امام شافعی اور حنفیہ مشائخ سمرقندی بھی داخل ہین بظن غالب مراد ہونے کے قائل ہین۔ ان کے نزدیک عموم

> فصل حکم العام عند عامۃ الاشاعرۃ التوقف حتی یقوم دلیل عموم او خصوص وعند الثلجی والجبائی الجزم بالخصوص کالواحد فی الجنس والثلثۃ فی الجمع والتوقف فیما فوق ذلک وعند جمہور العلماء اثبات الحکم فی جمیع ما یتناولہ من الافراد قطعاً و یقیناً عند مشائخ العراق وعامۃ المتاخرین وظناً عند جمہور الفقہاء والمتکلمین وھو مذھب الشافعی والمختار عند مشائخ سمرقند حتی یفید وجوب العمل دون الاعتقاد۔
>
> (تلویح صفحہ)

وکٹوریہ پریس لاہور مین چھپا

سے صرف وجوب عمل ثابت ہوتا ہے نہ اعتقاد (جس مین قطعیت بکار ہے)

مذہب ظنیت عام پر (جو اکثر فقہا و متکلمین کا مذہب ہے) **ایک دلیل یہہ** ہے جو تلویح وغیرہ مین بیان کی ہے کہ ہر عام مین تخصیص کا احتمال ہے اور تخصیص اس مین ایسی شائع ہے کہ کوئی عام (بجز ایسے عام جنکے عموم پر قرائن کی شہادت موجود ہے جیسے آیات منقولہ حاشیہ مین لفظ **کُل** اور لفظ ما ہے) اس تخصیص سے خالی نہین ہے۔ حتی کہ بطور ضرب المثل مشہور ہو رہا ہے کہ "کوئی عام تخصیص سے خالی نہین"۔

> تمسک الفریق الاول بان کل عام یحتمل التخصیص والتخصیص شائع فیہ کثیر بمعنی ان العام لا یخلو عنہ الا قلیلاً بمعونۃ القرائن کقولہ ان اللہ بکل شیءٍ علیم۔ وللہ ما فی السموٰت وما فی الارض حتی صار بمنزلۃ المثل انہ ما من عامٍ الا وقد خص منہ البعض وکفی بھذا دلیلاً علی الاحتمال (تلویح صلا)

اور یہ ایک دلیل [illegible] لیے کافی دلیل ہے

صاحب توضیح نے **اس دلیل کا یہہ جواب** دیا ہے کہ تخصیص جو عام مین شبہ و احتمال پیدا کرتی ہے وہی تخصیص ہے جو مستقل اور عام کے ساتھہ متصل لفظ سے ہو۔ اور ایسی تخصیص کا وجود نہایت کم ہے۔ اس کا شائع ہونا مسلم نہین ہے۔ اس جواب پر صاحب تلویح نے یہہ اعتراض کیا ہے کہ عام کو ظنی کہنے والون کے دعوی شیوع تخصیص سے یہہ مراد ہے کہ لفظ عام کا اس کے بعض افراد

> قال فی التوضیح ناقلاً محصل کلام صاحب التوضیح قولہ لان التخصیص شائع فیہ وھو دلیل الاحتمال قلنا لا نسلم ان التخصص الذی یورث الشبہۃ والاحتمال شائع بل ھو فی غایۃ القلۃ لانہ انما یکون بکلام مستقل موصول بالعام علی ما سیاتی۔ ثم قال وفیہ نظر لان مراد الخصم بالتخصیص قصر العام علی بعض المسمیات سواء کان بغیر مستقل

او بمستقل موصول او متراخ و لا
شك في شيوعه وكثرته بهذا المعنے
فاذا وقع النزاع في اطلاق اسم
التخصيص على ما يكون بغير المستقل
او بالمستقل المتراخي فلان يقول
قصر العام علے بعض المسميات
شائع فيه بمعنی ان اكثر العمومات
مقصور على البعض فيورث الشبهة
في تناول الحكم لجميع الافراد
في العام سواء ظهر له مخصص اولا
ويصير دليلا على احتمال الاقتصار
على البعض فلا يكون قطعيا ـ
(تلویح صـ ۴۲)

مین مقصور و محدود ہونا (لفظ مستقل سے
ہو خواہ غیر مستقل سے وہ لفظ عام سے
متصل ہو خواہ اس سے منفصل) شائع
ہے اور اس معنے کر تخصیص محل شک
نہین - اور اگر مدعیان قطعیت عام
غیر مستقل یا غیر متصل لفظ سے تخصیص کو
تخصیص کہنے مین نزاع کرتے ہین تو
عام کو ظنی کہنے والے اسپر لفظ تخصیص کا
اطلاق ترک کر کے یون کہہ سکتے ہین
کہ عام کا اپنے بعض افراد مین محدود و
مقصور ہونا شائع ہے اور یہہ شیوع
قصر عام سے بعض افراد کے مراد ہونے
مین شبہ پیدا کرنے اور اس کے ظنی ہونے
کے لئے کافی دلیل ہے - **اسکے بعد** صاحب تلویح نے یہہ بھی بیان کیا ہے کہ صاحب
توضیح نے عام کو ظنی کہنے والون کی دلیل کا مطلب نہین سمجھا تب ہی یہہ جواب دیا
ہے پھر اس امر کو اچھی طرح سے ثابت کر دیا ہے جو مراجعت علما کی لائق ہے -

دوسری دلیل عام کے ظنی ہونے پر یہہ ہے کہ صحابہ کرام نے جو عرب عربا تھے
اور عارفین مفہوم کلام حق جل و علا ان عمومات قرآن کو جنکے عموم پر قرائن شہادت
نہ تھے ظنی سمجھا و بناءً علیہ ان عمومات کا اخبار احاد سے (جو بالاتفاق ظنی ہین)
مخصوص ہونا یعنی ان عمومات سے بعض افراد کا مراد ہونا بعض کا مستثنی ہونا
تجویز کیا اور مان ایا - اس دلیل دوم کی تفصیل اور دلیل اول کی متعلق اس مقدمہ

کی دلیل کہ غیر متصل سے تخصیص بھی تخصیص کہلا سکتی ہے۔ (جسکو صاحب تلویح نے اس مقام مین مدلل نہین کیا) مباحث تخصیص عمومات مین آویگی انشاء اللہ تعالے عام کو قطعی کہنے والے اپنے مذہب (قطعیت عام) پر ایک یہ دلیل پیش کرتے ہین جو مسلم اور توضیح مین بیان ہوئی ہے کہ لفظ عام یقیناً معنے عموم کے لئے بنایا گیا ہے۔ لہذا جب وہ لفظ بولا جائیگا۔ اس سے وہ معنے یقیناً سمجھہ مین آئین گے جب تک کہ کوئی دلیل اس یقین سے مانع نہو۔

> لنا انہ موضوع للعموم قطعاً فهو مدلول له وثابت به قطعاً كالخاص الا بدليل - مسلم الثبوت
> اللفظ متى وضع لمعنى كان ذلك المعنى لازماً له الا ان تدل القرينة على خلافه - (توضيح ص۴۱)

دوسری دلیل (جو توضیح مین بیان ہوئی ہے) یہہ ہے کہ اگر لفظ عام سے صرف اسکے بعض افراد کا مراد ہونا بلا اشارہ یا قرینہ جائز رکھا جائے تو لغت اور شرع سے امان اوٹھ جائے اور کسی کلام کا اعتبار نرہے۔

> لو جاز ارادة البعض بلا قرينة لارتفع الامان عن اللغة والشرع بالكلية - (توضيح ص۴۱)

مگر یہہ دلائل ایسے کمزور ہین کہ خود مصنفین حنفیہ نے انکا کمزور ہونا بیان کر دیا ہے۔ پہلی دلیل کا کمزور ہونا صاحب* تلویح کے اس کلام منقول سابق مین بیان ہوا ہے کہ عام سے اس کے معنے (عموم) یقیناً مراد ہونے سے اس مین شیوع تخصیص مانع ہے اور وہ صرف بعض افراد کے مراد ہونے کے لئے کافی دلیل ہے۔

> والتخصيص شائع فيه + + وكفى بهذا دليلاً على الاحتمال - توضيح ص[illegible]

دوسری دلیل کا کمزور ہونا صاحب مسلم کے اس کلام سے ثابت ہے

* صاحب توضیح کا حنفی ہونا خود انکی کتاب توضیح سے ثابت ہے دیکھو صفحہ ۲۶ و صفحہ ۴۶ کتاب مطبوعہ مطبع احمدی دہلی جسمین وہ مذہب امام شافعی کے مقابلہ مین اپنا وہ مذہب بیان کرتے ہین جو امام ابوحنیفہ کا مذہب ہے۔

جو اس دلیل کے جواب مین انہون نے کہا ہے کہ ظن ہی واجب العمل ہے۔

واستدل لو جاز ارادة بعض بلا دلیل لارتفع الامان عن اللغة و الشرع والظن واجب العمل به فلا یرتفع۔ (مسلم الثبوت)

اس ظن پر عمل کرنے کے ساتھ رفع امان کیونکر متصور ہے۔ جسکا مطلب یہہ ہے کہ لغت یا شرع سے رفع امان اسوقت متصور ہے جب کہ کسی عام کو بلا دلیل و قرینہ بعض افراد سے مخصوص کرلین اور اس کے ظاہری معنے عموم پر عمل نکرین اور جس حالت مین عام کو اس کے ظاہری معنے عموم پر حمل کیا جائے اور جب تک کہ صرف بعض افراد کے مراد ہونے پر کوئی دلیل قائم نہو اسکو بعض افراد سے مخصوص نہ سمجھا جائے۔ شک و تردد صرف اس کے معنے عموم کی قطعیت مین رہے جیسا کہ مدعیان ظنیت کا عقیدہ ہے تو اس سے رفع امان کب متصور ہے

اصل چہاردہم

(منجملہ اصول قسم اول)

عام باوجود ظنی ہونے کے بلا توقف واجب العمل ہے۔ اور اسپر عمل کرنے سے پہلے یہہ بحث ضروری نہین ہے کہ اس کے مقابلہ مین کوئی مخصص تو نہین ہے جو اسکو بعض افراد سے مخصوص کرے اور بعض افراد کا مستثنیٰ ہونا بتادے۔

اس مسئلہ مین علما کا اختلاف ہے قرون ثلاثہ کا عمل اسی پر جو ہمنے بیان کیا ہے اور یہی مذہب حنفیہ اور بعض علماء شافعیہ نے پسند کیا ہے **مسلم الثبوت** اور اس کی **شرح فواتح الرحموت** مین ہے یجوز العمل بالعام قبل البحث عن المخصص واستقصاء و تفتیش

تلاش مخصص سے پہلے عام پر عمل کرنا ہمارے (حنفیہ) کے نزدیک جائز

عندنا وعليه الصيرفي والبيضاوي
والاموی ویلوح اشار رضی صاحب
المحصول ونقل الامام حجة الاسلام
الغزالی والآمدی الاجماع علی المنع
من العمل قبل البحث عن المخصص
وهو ای ثبوت الاجماع ممنوع و
النقل غیر مطابق فان الاستاذ ابا
اسحاق الاسفرائنی وابا اسحاق
الشیرازی والامام فخر الدین الرازی
حکوا الخلاف وبه اندفع ما قال
الشیخ ابن الهمام ان نقل الاجماع مبنی
علی عدم اعتداد قول الصیرفی
فانه مکابرة بل الاستاذ حکی الاتفاق
علی التمسک به قبل البحث عن المخصص
فی حیوته صلی اللہ علیہ وسلم کما فی التیسیر
واول الدلیل علی ان نقل الاجماع غیر
مطابق ان امیر المؤمنین عمر رض حکم
بالدیة فی الاصابع بحجرد علم کتاب
عمرو بن حزم وترک القیاس والرأی
ولم یبحث عن المخصص ولم یسئل عنه
مکان السیدة النساء فاطمة الزهراء

ہے اور اسی مذہب پر صیرفی و اموی
وغیرہ شافعیہ علما ہین - امام رازی بھی
اسی مذہب پر راضی معلوم ہوتے ہین
امام غزالی اور آمدی نے ممانعت عمل
پر اجماع نقل کیا ہے مگر وہ نقل صحیح
ومسلم نہین ہے - کیونکہ استاذ ابو اسحق
اسفرائنی اور ابو اسحاق شیرازی اور
امام فخر الدین رازی نے اس مسئلہ مین
اختلاف نقل کیا ہے - اس سے ابن
ہمام کا وہ قول بے اعتبار ہوا جو اُنہ
نے کہا ہے کہ اجماع کی نقل صیرفی کو اختلاف
کو شمار مین نہ لانے پر مبنی ہے اس کے
بے اعتبار ہونے کی وجہ یہہ ہے کہ ان
اکابر کی نقل سے ثبوت اختلاف کے
بعد اسکا انکار کرنا اور اسکو شمار مین نہ
لانا مکابرہ (بیفائدہ و بلاوجہ جھگڑنا)
ہے بلکہ اُستاذ (ابو اسحاق اسفرائنی) نے
قبل بحث مخصص عام پر عمل کرنے مین
اتفاق نقل کیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی حیات بابرکات مین پایا گیا ہے
چنانچہ تیسیر مین بیان کیا ہے - اور بڑی

تمسکت بما ظننته عامًا فی المیراث مع عدم البحث والسوال عن المخصص ثم ظهر المخصص ظهور الشمس علی نصف النهار وبالجملة لم ینقل من واحد من الصحابة قط التوقف فی العام الی البحث عن المخصص کذا فی القرن الثانی والثالث والحنفیة یوجبون العمل به قبل البحث فی العام عن المخصص ولا انکار لاحد منهم فی المناظرات علی من تمسک بالعام قبل البحث فاستقر هذا المذهب الی الآن فاین الاجماع وقد تقدم النقل عن القاضی الامام ابی زید من ان التوقف مبتدع بعد القرن الثالث انتهی ما فیهما۔

دلیل غزالی وآمدی کی نقل اجماع کے غیر صحیح ہونے پر یہہ ہے کہ امیر المومنین عمر رضہ نے انگلیون کے خون بہا مین فقط عمرو بن حزم کے پاس لکھی ہوئی حدیث پر حکم دیدیا۔ اور اسکے مقابلہ مین اپنی رای کو چھوڑدیا (چنانچہ تفصیل اس کی ضمیمہ سفیر ہند نمبر ششم مطبوعہ (۱۶ فروری سنہ ۷۹ء) کے صفحہ ۲۲ مین گذری) اور اس مین مخصص کی بحث نہ کی اور نہ پوچھا کہ اسکے واسطے کوئی مخصص ہے یا نہین ایسا ہی سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضہ نے میراث کے دعوے مین اس نص سے تمسک کیا جسکو عام سمجھا اور مخصص سے بحث وسوال نکیا۔ پھر وہ مخصص ایسا ظاہر ہوا جیسے آفتاب نیمروز۔ (یعنی حدیث نحن معشر الانبیاء لا نورث جسکا ذکر ضمیمہ سفیر ہند نمبر ہفتم مطبوعہ (۲۳ فروری سنہ ۷۹ء) مین بصفحہ ۲۸ گذرا)۔ حاصل یہہ ہے کہ کسی صحابی سے قبل بحث مخصص عام پر عمل کرنے مین توقف کرنا منقول نہین ہے۔ ایسا قرن تابعین مین ایسا ہی قرن تبع تابعین مین۔ اور حنفیہ قبل بحث مخصص عام پر عمل کرنے کو واجب بتلاتے ہین۔ باہمی مناظرات مین جو کوئی عام سے قبل بحث مخصص تمسک کرتا ہے اسپر کوئی انکار نہین کرتا۔ سو یہہ مذہب اور عمل ابتک چلا آیا اور قرار پاچکا ہے۔ پس اجماع (بعدم جوازیہ)

کہان ہوا - اور اس سے پہلے قاضی ابو زید سے نقل ہو چکا ہے کہ یہہ توقف
عمل عام مین بدعت ہے جو قرن ثانی و ثالث کے بعد نیا پیدا ہوا ہے
اور امام رازی نے محصول مین لکھا ہے - صیرفی نے جواز عمل پر کئی امور سے

واحتج الصیرفی باموراحدها لولم
یجز التمسک بالعام الا بعد طلب انه
هل وجد مخصص ام لا لما جاز
التمسک بالحقیقی الا بعد طلب انه
هل وجد ما یقتضی صرف اللفظ
عن الحقیقة الی المجاز وهذا باطل
فذلک مثله الی ان فصله وبین وجهه
ثم قال ثانیها ان الاصل عدم التخصیص
و[illegible] ظن عدم المخصص
ویکفی فی اثبات ظن الحکم واحتج
ابن سریج ان بتقدیر قیام المخصص
لا یکون العموم حجة فی صورة
التخصیص فقبل البحث عن وجود
المخصص یجوز ان یکون حجة وان
لا یکون حجة - والجواب ان ظن
کونه حجة اقوی من ظن کونه
غیر حجة لان حمله علی العموم اولی
من حمله علی التخصیص انتهی

استدلال کیا ہے - ایک یہہ کہ نص عام پر
بدون تلاش اس امر کے کہ اس کے لیے
مخصص پایا جاتا ہے یا نہین عمل جائز
نہو تو چاہیے کہ کسی لفظ سے جو کسی معنے
کے لیے حقیقۃً مقرر کیا گیا ہے بدون
استفسار اس امر کے کہ اس لفظ کی تاویل
کا موجب جو اسکو معنے حقیقی سے معنے
مجازی کی طرف پہیر دے پایا جاتا ہے
یا نہیں [illegible] جائز نہو اور یہہ امر
باطل ہے ایسا ہی وہ جو اس کی مثل ہو
پہر اس دلیل کو مفصل بیان کیا - اور
اس کی وجہ ملازمت بتلائی پہر کہا دوسری
یہہ کہ اصل نص عام مین مخصص کا
نہونا ہے اس سے مخصص کا نہونا بظن
غالب ثابت ہوجاتا ہے اور ظن حکم کے
اثبات کے لیے کافی ہے - ابن سریج
نے عدم جواز پر یہ دلیل قائم کی ہے کہ
مخصص کے موجود ہونے کی صورت مین